دوسری چیز مخلوط تعلیم کا مسئلہ ہے۔ لڑکیوں کے لیے اگرچہ یہ صراحت کردی گئی ہے کہ اُن کے والدین انہیں بارہ برس کی عمر میں مدرسہ سے اُٹھا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لڑکیوں کے لیے مدرسے دو قسم کے ہونگے۔ ایک وہ جن میں لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ تعلیم پائینگی، اور دوسرے وہ جو صرف لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مخصوص ہونگے لیکن ہم بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان کسی حالت میں بھی مخلوط تعلیم کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اس لیے اس اسکیم میں اس کی صراحت ہوجانی چاہیے کہ مسلمان لڑکیوں کے لیے تعلیم گاہیں ایسی ہونگی جن میں صرف لڑکیاں ہی تعلیم پاسکینگی۔

ودیا مندر | نامناسب نہ ہوگا اگر ہم اسی سلسلہ میں "صوبۂ متوسط" کی ابتدائی تعلیمی اسکیم کا ذکر کریں اس اسکیم میں اُن مدرسوں کا نام جن میں یہ تعلیم دی جائیگی "ودیا مندر" تجویز کیا گیا ہے جو ایک بڑی حد تک قابل اعتراض ہے۔ جو اسکیم ہر مذہب وملت کے بچوں کی تعلیم کے لیے بنائی جائے ضروری ہو کہ اس کے کسی جزو مشترک میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو ایک قوم کے ساتھ کوئی مذہبی خصوصیت رکھتی ہو۔ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ آئندہ جو کتب خانے قائم کیے جائینگے اُن کا نام "بیت العلوم" ہوگا لیکن یہاں کسی قوم کو خوش کرنے نہ کرنے کا سوال نہیں بلکہ ایک اصول کو مرعی رکھنے کا سوال ہے۔ ان کتب خانوں کا نام "بیت العلوم" نہیں اگر "کعبۃ العلوم" بھی رکھ دیا جائے تو ہمیں اُس پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو "ودیا مندر" کے نام پر ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا مسئلہ ناگپور یونیورسٹی کے نشانِ خاص کا ہے۔ یہ نشان "ناگ" کا بنایا جاتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس کو بھی تبدیل ہونا چاہیے۔

یہ چند باتیں بظاہر معمولی ہیں لیکن روزمرہ کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہی باتیں بسا اوقات نفسیات اقوام پر اثر انداز ہوکر ناخوشگوار نتائج کا باعث ثابت ہوتی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ سی، پی کی حکومت

اس پر غور کریگی۔

تخریج زیلعی اور فیض الباری | چند ماہ سے دیوبند کے دو نوجوان فاضل مولانا سید احمد رضا بجنوری ناظم مجلس علمی ڈابھیل۔ اور مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مصنف نفحۃ العنبر مجلس علمی ڈابھیل کی جانب سے قاہرہ (مصر) میں دو کتابوں کی طباعت کی غرض سے مقیم ہیں۔ ایک کتاب تخریج زیلعی ہے جس میں فقہ کی مشہور کتاب "ہدایہ" کی احادیث کی تنقیح و تخریج کی گئی ہے، اس کے مصنف مشہور فاضل علامہ یوسف بن عبداللہ بن یونس بن محمد جمال الدین زیلعی ہیں۔ جن کا حکم کسی حدیث کے متعلق حکم ناطق سمجھا جاتا ہے۔ اور جو حافظ ابن حجر کے بقول اپنی ثقاہت اور عدل وانصاف کے اعتبار سے ایک مرتبۂ بلند کے مالک ہیں۔ آپ آٹھویں صدی ہجری کے اُن زعماءِ اُمت میں سے ہیں جن کی علمی کوششیں آج بھی اسلامی علوم وفنون کی حیات و بقاء کی کفیل ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت ارباب علم پر پوشیدہ نہیں۔ ایک عرصہ ہوا کہ ہندوستان میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی لیکن نہایت مسخ شدہ شکل میں۔ پھر اس پر نہ کوئی تعلیق تھی نہ حاشیہ۔ اب ہمارے یہ دو نوجوان فاضل اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ مجلس علمی کے خرچ پر قاہرہ میں چھپوا رہے ہیں اور اُس پر جو تعلیقات لکھی گئی ہیں وہ بھی بیحد مفید ہیں۔ مولانا احمد رضا صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ خود علماء ازہر اس کتاب کو چھاپنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور اس مقصد کے لیے اُنہوں نے ایک کمیٹی بھی بنانی چاہی تھی لیکن یہ سعادت ہندوستان کی قسمت میں تھی کہ اُس نے سبقت کی۔ وَالفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّم!

موصوف نے تخریج زیلعی کے جو چند مطبوعہ صفحات مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی کے پاس صلاح ومشورہ کے لیے ارسال کیے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ان دوستوں کی یہ کوشش بہت زیادہ کامیاب ہوگی۔ اور بے شبہ یہ اسلامی فقہ وحدیث کی عظیم الشان خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنِ قبول